بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد (۱۹)	ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۲ ہجری	نمبر (۴)

اطلاع ضروری

چند مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ ابھی تک امسال اشاعت اصلاح باقاعدہ نہیں ہو رہی ہے ۱۵ صفر کو روانہ ہوا تھا ۱۰ ربیع الاول کو ۳ ربیع الثانی کو اسلئے بعض حضرات کے خطوط دو ایک روز بعد اشاعت آئے اونکو دوبارہ نہ روانہ ہوا اب جس کو کوئی نمبر نہ پہونچا ہو مطلع فرمائیں کہ حاضر کیا جائے الشمس ۲۱ ۲۲ بھی ۲۰ ربیع الثانی کو روانہ ہوا اور نمبر ۳ و ۴ بھی ۵ جمادی الاولی تک روانہ ہوگا۔ جوابی امور کیلئے جوابی کارڈ آنا چاہیئے کیونکہ دفتر کی حالت اب ایسی سقیم ہو رہی ہے کہ عام طور پر جواب دینے کی گنجایش نہیں رہی۔ اہلسنت کی درخواست مفت جاری کرنیکی برابر آ رہی ہے قوم کو ادھر توجہ کی ضرورت ہے۔

مسئلہ کفاءت اور دامادی حضرت سلمان فارسی

حضرت سلمان فارسی کے مختصر حالات ہم اصلاح ۲۲ میں لکھ چکے ہیں اوسپر اضافہ کی ضرورت تو نہ تھی مگر درستی ایمان اڈیٹر اخبار رسالت کیلئے اسکی ضرورت تھی کہ بتایا جائے حضرت سلمان فارسی کا کیا مرتبہ تھا کہ حضرت عمر نے انکو اپنی دامادی میں قبول کیا تھا۔ کتاب عقد الفرید جلد ۳ صفحہ ۲۱ میں ہے۔

خطب سلمان الفارسی الی عمر ابنتہ فوعدہ بها فشق ذلک علی عبد اللہ بن عمر فلقی عمرو بن العاص فشکا ذلک الیہ فقال انا اکفیکہ فلقی سلمان

فقال لہ هنیئاً لك یا ابا عبد اللہ۔ امیر المومنین یتواضع للہ عز وجل فی تزویجك ابنتہ فغضب سلمان وقال لا واللہ لا تزوجت الیہا ابداً۔

یعنی حضرت سلمان فارسی نے عمر سے خواہش کی کہ اپنی بیٹی کا عقد اون سے کردیں، عمر نے وعدہ کیا، مگر یہ معاملہ عبد اللہ بن عمر پر بہت ناگوار گذرا اونھوں نے عمرو عاص سے اسکی شکایت کی۔ عمرو عاص نے کہا گھبراو نہیں ہم اسکا انتظام کردینگے۔ عمرو عاص نے حضرت سلمان فارسی سے ملاقات کرکے کہا مبارک ہو کہ امیر المومنین نے صرف خدا کی تواضع کیلئے اسکو قبول کیا کہ اپنی بیٹی کا تم سے عقد کردیں، حضرت سلمان نے کہا قسم خدا کی ہم کبھی اوس سے عقد نہ کرینگے۔

اس واقعہ سے کیسی عظمت وجلالت حضرت سلمان فارسی کی نمایاں ہے کہ حضرت عمر نے اونکی دامادی کو بطیب خاطر منظور کیا۔ تو کیا ایسے بزرگ کو کوئی حجام کہہ سکتا ہے جیسا کہ اڈیٹر اخبار رسالت نے لکھا تھا۔

خلیفہ دوم کا یہ فعل کہ اونھوں نے اس نسبت کو منظور کیا درحقیقت اوس تعلیم کا اثر تھا جو خدا و رسول نے مسلمانوں کو دیا تھا کیونکہ خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (حجرات)

لوگو! ہمنے تمکو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمکو مختلف قوم اور قبائل بنایا، تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، خدا کے نزدیک تم میں سب سے بزرگ اور مکرم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔

دوسری آیت یہ ہے:۔ انما المومنون اخوۃ (حجرات)

مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء۔ انما ھو مومن تقی او فاجر شقی۔ الناس کلھم بنو آدم وآدم من تراب۔ (ترمذی باب مفاخرہ) خدا نے جاہلیت کی نخوت اور باپ داداؤں پر فخر کرنا تم سے دور کردیا ہے۔ آدمی یا مومن اور پرہیزگار ہے، یا بدکردار اور شقی ہے، تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنا تھا۔

انسابکم هذه لیست بسبة علی احد کلکم بنو آدم ...... لیس لاحد علی احد فضل الا بالدین و تقوی (مشکوۃ باب مفاخرۃ) نسب کسی کا کسی کیلئے باعث عار نہیں ہے، تم سب آدم کے بیٹے ہو...... ایک کو دوسرے پر دین و تقوی کے سوا اور کوئی سبب افضلیت نہیں ہے۔

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی۔ عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

یہ احکام صرف عالم الفاظ ہی نہیں ہیں، بلکہ عملاً بھی اسلام نے اسکا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت زینب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں انکو رسول اللہ نے ایک غلام سے بیاہ دیا۔ بلال رض، سلمان رض، حذیفہ، صہیب رض، جو حبش، ایران، اور یمن وغیرہ کے زرخرید غلام تھے، اسلام نے معزز ترین عرب کی صف بصف انکو کھڑا کر دیا۔

مگر افسوس حضرت عبد اللہ بن عمر پر اس تعلیم نے مطلق نہ اثر کیا جو اس شرف کو قبول کرتے کہ حضرت سلمان فارسی ایسا مقدس صحابی اون کا بہنوئی ہے جن میں بجز اسکے کوئی عیب نہ تھا کہ وہ ملک عجم کے باشندہ تھے اور وہاں کے شریف خاندان میں سے تھے۔

ابن عمر کی نسبت کہا جاتا ہے اون سے بڑھکر کوئی شخص عامل بر سنت رسول نہ تھا کہ مکہ مدینہ کی راہ میں جہاں جہاں حضرت نے اتفاقاً بھی کبھی نماز پڑھی تھی وہاں یہ ضرور جا کر نماز پڑھتے اور اسقدر اس میں مبالغہ کرتے کہ مشہور ہوگئے۔ مگر ہائے نفس کی سرکشی نہ گئی، اور فخر و غرور جو عرب جاہلیت کو اپنے نسب پر تھا ان میں جیوں کا تیوں باقی رہا۔ حالانکہ بقول بعضے یہ اپنے باپ سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضرت عمر کو جسقدر رکد تھی کہ آثار رسول کو مٹائیں اوسی قدر انکو کد تھی کہ اوسکو زندہ رکھیں مگر اس بارہ میں کچھ نہ اثر ہوا تو بھلا اور امور دنیوی میں کیا اثر ہوتا شاید یہی سبب ہے کہ حضرت عمر بھی اپنے وعدہ پر ثابت قدم نہ رہے اور عام طور سے حکم دیدیا۔

قال عمر لامنعن ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء ازالۃ الخفا ص۱۱

یعنی ہم ضرور منع کرینگے حسب والی عورتوں کو کہ وہ غیر کفو سے نکاح نہ کریں۔ اب اسکو دیکھئے کہ خلیفہ دوم کی یہ ایجاد کسدرجہ اہلسنت کے یہاں مطبوع ہوئی۔ فتح الباری میں ہے،

وقد جزم بان اعتبار الکفاءة مختص بالدین مالک ونقل عن ابن عمر وابن مسعود ومن التابعین عن محمد بن سیرین وعمر وبن عبد العزیز واعتبر الکفاءة فی النسب الجمهور وقال ابو حنیفة قریش اکفاء بعضہم بعضاً والعرب کذلک ولیس احد من العرب کفأ لقریش کما لیس احد من العرب کفاء لقریش وھو وجہ للشافعیة والصحیح تقدیم بنی ہاشم والمطلب علی غیرھم ومن عدا ھولاء اکفاء بعضہم لبعض وقال الثوری اذا نکح المولی العربیة یفسخ النکاح وبہ قال احمد فی روایة وتوسط الشافعی فقال لیس نکاح الاکفاء حراماً فارد بہ النکاح وانما ھو تقصیر بالمرءة والاولیاء فاذا رضوا صح ویکون حقا لہم ترکوہ فلو رضوا الا واحد فلہ فسخہ وذکران المعنی فی اشتراط الولایة فی النکاح کیلا یضیع المرءة نفسہا فی غیر کفء انتہی ولم یثبت فی اعتبار الکفاءة بالنسب حدیث صلا جلد ہ

یعنی ائمہ اربعہ سے صرف مالک تو اسکے قائل ہیں کہ دین ہی معتبر ہے کفو میں اور ابن عمر وابن مسعود سے بھی یہی منقول ہے اور تابعین سے محمد بن سیرین وعمر و بن عبد العزیز (خلیفہ) بھی اسکے قائل ہیں کہ کفو فی النسب ضروری ہے۔ ابو حنیفہ کہتے ہیں قریش باخود ہا کفو ہیں۔ اور عرب سے کوئی شخص بھی قریش کا کفو نہیں ہے جیسا کہ عرب کا کفو غیر عرب نہیں ہے۔ اور شافعیہ کی بھی ایک وجہ یہی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ بنی ہاشم و بنی مطلب مقدم ہیں غیر پر۔ اور انکے سوا جو لوگ ہیں وہ بعض کے بعض کفو ہیں۔

ثوری کہتے ہیں کہ اگر کوئی غلام (آزاد کردہ) کسی عرب کی عورت سے نکاح کرے تو وہ نکاح باطل ہے۔ مگر شافعی نے راہ اوسط اختیار کی کہ کہتے ہیں حرام نہیں ہے جس سے نکاح باطل کیا جائے۔ بلکہ اسمیں نقصان ہے عورتوں کا اور اولیا کا اگر وہ راضی ہوں تو صحیح ہوگا کیونکہ اونھوں نے اپنا حق چھوڑ دیا۔ اور اگر ایک شخص بھی اون میں راضی نہو تو نکاح فسخ ہو سکتا ہے اور شرط ولایت کی یہی غرض ہے کہ عورت اپنے نفس کو غیر کفو کے ہاتھ میں دیکر ضائع نکرے ابن حجر کہتے ہیں کہ نسبی کفو کے بارہ میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ انتہی۔

اب ایک طرف حکم خدا کو دیکھیے پھر حکم رسول کو جو ابھی صحیح بخاری سے مذکور ہوا پھر حضرت کے طرز عمل کو کہ آپنے کیسی کیسی عزیز و اقربا عورتوں کو غیر قریش بلکہ غلاموں سے عقد کر کے اس مساوات و حریت کو رائج کیا۔ اور دوسری طرف عمر صاحب نے اپنی شریعت جاری کی کہ کفو کو شرط نکاح قرار دیا۔ اور پھر علمائے اہل سنت نے اوسپر یہ ترقی کی کہ بجز مالک تمامی علما اسی کے قائل ہوے جو عمر صاحب نے شریعت نبوی پر اصلاح دی تھی یہانتک کہ ثوری تو اسکے قائل ہوے کہ وہ نکاح ہی صحیح نہیں جس میں کفو کا خیال نہو۔

اب کون کہہ سکتا ہے کہ خلیفہ دوم کا یہ حکم جو جاری ہوا وہ اسوجہ سے نہیں تھا کہ حضرت سلمان فارسی نے اون سے درخواست کی اور ابن عمر کو ناگوار گذرا کیونکہ اگر عمر صاحب یہ نکاح کر دیتے تو عین تعلیم اسلام کے مطابق ہوتا مگر افسوس اون کا دل بھی اس سے خالی تھا۔ اسی لیے آیندہ کو اسکی ممانعت کر دی اور اونکا حکم ایسا مطبوع خاطر ہوا کہ تین امام کا یہی مذہب قرار پایا صرف ایک امام مالک اسکے مخالف رہے۔

عمرو عاص بھی صحابی رسول ہیں مگر صرف ابن عمر کی خاطر سے وہ حکم خدا و رسول کو اس طرح مٹانے پر آمادہ ہو گیا کہ حضرت سلمان فارسی سے ایسا فقرہ جڑا کہ کوئی شریف النفس تو پھر اسکے بعد ایسے نکاح سراسر ذلت خیز کو نہیں قبول کر سکتا چنانچہ وہی ہوا کہ حضرت سلمان فارسی نے کہا قسم بخدا ہم کبھی یہ نکاح نہیں کرینگے۔

یہ عمرو عاص وہی ہیں کہ جب خلیفہ دوم نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے خواہش عقد کی اور عائشہ سے اسکی بات چیت بھی طے کر لی مگر خود ام کلثوم کو یہ نسبت ناگوار تھی تو اسی عمرو عاص نے ایک ایسا جوڑ مارا کہ نکاح نہو سکا اور یہی قصہ اسکا سرمایہ قرار پایا کہ عوام اہلسنت اسکے قائل ہو گئے کہ معاذ اللہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیرؑ کا عقد عمر سے ہوا جسکا غلط اور موضوع ہونا کنز مکتوم اور دفع الوثوق میں تفصیل مذکور ہے۔

البلاغ میں مساوات کی چار صورتیں بتائی ہیں مساوات نسبی جسکی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ خلیفہ دوم نے اسکو کس طرح مٹایا دوسرے مساوات حقوق و قانون تیسرے مساوات رتبہ چوتھے مساوات مالی۔

مساوات حقوق وقانون کیلئے مذہب فاروقی دیکھنا چاہیے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ دوم نے شریعت اسلام کو بالکل اولٹ دیا۔

مساوات رتبہ کا یہ حال تھا کہ انھوں نے خلیفہ اول کی تعظیم میں بعد بیعت خلافت اسقدر مبالغہ کیا کہ یا خیر الناس بعد رسول اللہ کا خطاب دیا ازالۃ الخفا صفحہ

اپنی خلافت میں خود حضرت عمر نے حضرت سعید بن ابی وقاص کو صرف اس جرم پر درہ لگایا کہ وہ تعظیم کیلئے نہ اوٹھے ابی بن کعب پر اس وجہ سے درہ مارنے کو اوٹھایا کہ وہ آگے آگے جارہے تھے تاریخ خمیس صفحہ ۳ جلد ۲

آخری نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ خلافت کا درجہ نبوت سے بڑھا دیا گیا جو آجتک اہلسنت میں قدم جمائے ہوئے ہے جسکا ظاہری نتیجہ ہے کہ اہلسنت کو عیسائیوں سے محبت ہوسکتی ہے یہود ہنود۔ آریہ سب سے محبت ہوسکتی ہے مگر جہاں کسی کو سنا کہ شیعہ ہے وہ آتش بغض وعناد مشتعل ہوتی ہے کہ کوئی شی اوسکو نہیں بجھا سکتی۔

مساوات مالی کا حال سبکو معلوم ہے کہ رسول اللہ بالسویہ برابر تقسیم کرتے تھے خلیفہ اول کا بھی یہی دستور تھا۔ مگر خلیفہ دوم نے اس قاعدہ کو توڑ کر دوسرے طور پر تقسیم کرنے لگے ہر شخص بلکہ ہر فرقہ کا ایک علحدہ درجہ قرار دیا جس سے ایسا اختلاف پیدا ہوا کہ ہمیشہ کیلئے اسلام میں خانہ جنگی پیدا ہوئی۔

جناب امیر نے اپنے عہد خلافت میں سنت رسول کا احیا کیا تقسیم بالسویہ کرنے لگے جسکا نتیجہ جنگ جمل میں نمایاں ہوا کہ سب سے پہلے طلحہ۔ زبیر اسی وجہ سے لڑنے کیلئے نکلے کہ ہمکو بھی اب غلاموں کے برابر ملنے لگا۔ بھلا جو نفوس بیس برس تک جو زمانہ خلافت دوم وسوم ہے اسکے عادی ہوگئے تھے کہ تقسیم مال باعتبار مدارج ہوا کرتا وہ کب اسپر راضی ہوسکتے تھے کہ تقسیم رسول کے مطابق حصہ پائیں۔

شیعہ جو اسقدر خلافت جناب امیر پر زور دیتے ہیں کہ اونکی حقیت قبول کی جائے حالانکہ نہ اب خلافت کسی کو مل سکتی ہے۔ نہ ظالم ومظلوم سے کوئی زندہ ہے تو اوسکی یہی غرض ہے

کہ اگر خلافت جناب امیرؑ عام طور پر مان لی جائیگی تو یہ سب فسادات رفع ہو جائینگے اور اصل شریعت رسول جاری ہوگی ورنہ یہ آتش فساد اسی طرح مشتعل رہیگی کیونکہ یہ غیر ممکن ہے ہم کسی کو مقدس مانیں اور اوسکی تبعیت نہ کریں۔ اسی وجہ سے پہلا کام یہی کیا گیا کہ خلافت کا درجہ نبوت سے بڑھایا گیا جسکی ابتدا خلیفہ دوم سے ہوئی اور پھر ہر زمانہ میں اوسکی تجدید ہوتی رہی۔ یہانتک کہ حجاج ملعون کہتا ہے۔

ماقامت السموات والارض الا بالخلافة وان الخليفة عند الله افضل من الملئكة المقربين والانبياء والمرسلين ۔ وجعل خليفة وجعل للملائكة رسلا
صہ۱۴ عقد الفريد جلد ۳

یعنی حجاج نے لکھا کہ خلافت وہ چیز ہے جس سے آسمان و زمین قائم ہوئی۔ اور خلیفہ خدا کے نزدیک افضل ہے ملئکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے۔ خدا نے آدم کو خلیفہ کیا اور فرشتوں کو رسول بنایا۔

دوسرے مقام پر حجاج کہتا ہے ویحکم اخليفة احدكم فی اهله اكرم عليه ام رسوله اليهم صہ۱۹

یعنی وائے ہو تم پر کیا نہیں سمجھتے کہ جس شخص کو کوئی اپنے اہل پر خلیفہ کرتا ہے وہ بہتر ہو جاتا ہے یا وہ جسے پیغامبر بنا کر بھیجتا ہے۔

ان خليفة الله فی ارضه اكرم عليه من رسوله اليهم ۔

یعنی خلیفہ خدا زمین میں اوسکے رسول سے اکرم ہے۔ پھر اسی حجاج کا خطبہ ہے۔

ان مثل عثمان عند الله كمثل عيسى بن مريم قال الله فيه انی متوفيك ورافعك الی ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا صہ۱ عقد الفريد

کہ عثمان کی مثال خدا کے نزدیک مثل عیسیٰ ہے جسکے بارہ میں خدا فرماتا ہے ہم تجھے وفات دینے والے ہیں اور اپنی طرف اوٹھانے والے ہیں اور تیرے پیرو ؤں کو سب پر بلند کرنے والے ہیں۔

اسی طرح خالد قسری عامل مدینہ تھا منجانب ہشام بن عبد الملک اوس نے مدینہ میں خطبہ دیا کہ ایہا الناس

ایھا اعظم الناس خلیفۃ الرجل علیٰ اھلہ او رسولہ الیھم تاریخ کامل صفحہ ۲۵ جلد
کہ ایھا الناس بتاؤ کون اعظم ہے خلیفہ یا پیغامبر مطلب یہ تھا کہ ہشام افضل ہے رسول سے
پس جب اس طرح کا وعظ و پند ہوتا رہے تو ممکن ہے کہ عوام الناس کا عقیدہ فاسد ہو اور بغیر
اسکے ان ملاعنہ پر لعنت کی جائے کیونکر انکے اعمال و خیال سے برات ہوسکتی ہے ۔

ہم امید کرتے ہیں کہ جو حضرات محاسن اسلام پر گفتگو کرتے ہیں وہ اوسکے ساتھ اون لوگوں کے اعمال پر بھی نکتہ چینی کرتے جائیں جنکی وجہ سے یہ فسادات پھیلے تاکہ معلوم ہو اسلام کی یہ تعلیم ہے اور اسکے خلاف جو کچھ رائج ہے وہ اون مسلمانوں کی تعلیم ہے جو در حقیقت نامسلمان تھے کیونکہ اگر اسکے خلاف ہوگا تو ہر شخص کہہ اوٹھیگا آپکا بیان صداقت سے عاری ہے کیونکہ طرز عمل آپکا تو یہ ہے لہذا یہ نصیحت مصداق لم تقولون ما لا تفعلون ہوگی ۔

شیعہ کالج اور البلاغ اگرچہ اب اسکا وقت نہیں رہا کہ مخالفین کا جواب دیا جائے کیونکہ اب عملی کارروائی کا وقت ہے معززین شیعہ کا وفد ہز آنر لفٹنٹ گورنر کی خدمت حاضر ہوچکا آپنے نہایت خندہ پیشانی سے اسکے ہر ہر امر کا خیر مقدم کیا اور وعدہ امداد بھی فرمایا جسپر مولوی ابوالکلام صاحب اڈیٹر البلاغ لکھتے ہیں "اس وفد نے جو اڈریس پیش کیا اگر وہ تو اسقدر دلچسپ نہیں ہے جسقدر اڈریس کا جواب دلچسپ ہے صفحہ ۱۱۱

سنی اخباروں کی ہل چل تو قابل تعجب نہیں کیونکہ وہ تو سرے سے شیعوں کا وجود بھی دنیا میں نہیں رہنا چاہتے یہانتک کہ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب نے اسکا فتویٰ تو دیا کہ کالج کھلے مگر "شیعہ کالج" نام نہ رکھا جائے دوسرا کوئی نام ہو کیوں ؟ صرف اسلئے کہ شیعہ کا نام آیا اور گذشتہ تاریخ سب کے پیش نظر ہوگئی ۔ اسی خیال سے خواجہ غلام الثقلین مرحوم نے بھی شیعہ کانفرنس کو امامیہ کانفرنس کے نام سے موسوم کرنا چاہا تھا لفظ شیعہ میں وہ زہر ہے جو کسی طرح اوتر ہی نہیں سکتا نہ اسکا کوئی علاج ہے ۔

بہرحال ان تحریروں کا جواب تو اخبار اتحاد امروہہ مراد آباد اور اثنا عشری میں نکل رہا ہے جس سے یہ تکلیف ہمسے ساقط ہوگئی مگر اڈیٹر صاحب البلاغ کی تحریر سے نہایت حیرت ہوئی کیونکہ وہ ایک آزاد وش انصاف پسند آدمی ہیں جو ہمیشہ حریت و مساوات پر زور

دیا کرتے ہیں۔ مگر شیعہ کالج کی وہ بھی مخالفت کرتے ہیں۔

وجہ استدلال پہلے خطبہ جناب امیرؑ لکھتے ہیں والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ جسکی شرح میں خود لکھتے ہیں سواد اعظم سے مقصود نہیں ہے کہ صرف تعداد کے لحاظ سے کوئی بڑی جماعت جیسا کہ لوگ سمجھتے۔ بلکہ مقصود اسلام (حقیقت) اور اوسکی قوی جماعت ہے اور وہی اعظم ہے ابن ماجہ کی حدیث کا بھی یہی مطلب ہے" صدر البلاغ اسکے بعد آپنے اون آیات کو پیش کیا ہے جس میں اتفاق کے محاسن۔ اور اختلاف کے مفاسد کو بیان کیا ہے جو بالکل مسلم ہے۔ پھر جناب امیرؑ کے خطبہ کا ایک فقرہ جس میں ربط اتفاق کا بیان ہے۔

مگر افسوس آپنے اون آیات کی طرف نہیں توجہ کی جن میں خداوند عالم فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم واذا اراد اللہ بقوم سوء فلا مرد لہ وما لھم من دونہ من وال۔

خدا کسی قوم کی نعمت کو نہیں بدلتا جبتک وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں اور جب خدا کسی قوم کے ساتھ کچھ ارادہ کرتا ہے تو پھر اوسکو کوئی نہیں پھیر سکتا اور اوسکے سوا کوئی اون کا ولی وسرپرست نہیں ہے۔

اور جناب امیرؑ کا مقولہ مشہور ہے الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم۔ یعنی ملک کفر کے ساتھ تو رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ استبداد باقی رہے جو علیگڈہ میں قائم ہے جس میں کوئی فریاد اون مظلوموں کی سنی گئی جو بحیثیت مساوی بلکہ مساوی سے زیادہ کے شریک ہیں۔

اختلاف کی ضرورت کو تو خود قرآن حکیم بتا رہا ہے کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین۔ لوگ ایک ہی جماعت تھے پھر خدا نے انبیا کو مبعوث کیا جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے۔ تو کیا ہر اتفاق محمود ہے اگر ایسا تھا تو خدا نے کیوں انبیا کو بھیجا جسکے بعد اختلاف ہوا خود آنحضرت پر بھی تو یہی الزام تھا فرق جماعتنا وسب الہتنا کہ ہماری جماعت کو متفرق کر دیا اور ہمارے بتوں کو گالیاں

دیں۔

جناب امیرؑ سب سے زیادہ کوشاں رہے کہ کسی طرح جماعت مسلمین میں تفرق نہو اسی لئے سب مصائب برداشت کئے مگر جن لوگونکا خمیر نفاق سے تھا اونھوں نے کسی طرح قدر نہ کی آخر حضرت کو بوقت شوری خلیفہ دوم کہنا پڑا فقال علی لقوم معہ من بنی ھاشم ان اطیع فیکم قومکم لم

تومروا ابدا صد ۲۶ جلد ۳ تاریخ کامل

یعنی حضرت علیؑ نے بنی ہاشم سے فرمایا جبتک میں تمھاری قوم کی اطاعت کرتا رہونگا کبھی نہ ہمکو خلیفہ بنائینگے اور حضرت عباس عم رسول نے اوسی وقت فرمایا واحذ ھولاء الرھط فانھم لا یبرحون یدفعوننا

عن ھذا الامر حتی تقوم بہ لنا غیرنا صد ۲۶

یعنی اے علی تم ان قوم سے بچتے رہو کہ ہمیشہ ہملوگوں کو اس امر خلافت سے علحدہ کرتے رہینگے یہانتک کہ دوسرے دوسرے لوگ مقرر ہوں۔

اب آپ ہی فرمایئے کہ جب شروع سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے تو اوسکے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے ہمکو آپلوگ نکالتے رہینگے تو کہانتک صبر کیا جائے۔

پھر یہ کلام جناب امیرؑ ملاحظہ فرمایئے جو بیعت خلیفہ ثالث کے بعد فرمایا فقال علی ان الناس ینظرون الی قریش وقریش تنظر بیتھا فتقول ان ولی علیکم بنو ھاشم لم تخرج منھم ابدا وما کانت فی غیرھم یتداولونھا بینکم صد ۳۵ جلد ۳ تاریخ کامل

یعنی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ لوگ قریش کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں، اور قریش اپنی ذاتی اغراض کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر خلافت بنی ہاشم میں گئی تو پھر کبھی نہ اون سے نکلیگی اور جبتک غیروں میں رہیگی دست بدست پھراتے رہینگے۔

آپنے چونکہ چند فقرے جناب امیرؑ کے لکھے تھے۔ اسلئے مجھے بھی ضرورت ہوئی کہ حضرت کا کچھ کلام خود کتب اہلسنت سے دکھائیں کہ حضرت کیا فرماتے ہیں۔

جو الزام آج قائم کیا جاتا ہے کہ شیعہ کالج ہونے سے قوم میں تفرق ہوگی یہی الزام تو جناب امام حسینؑ پر بھی قائم کیا گیا تھا چنانچہ خود حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں لا تفرق جماعۃ المسلمین صد ۱۹ جلد ۴ کامل

یعنی جناب امام حسینؑ مدینہ سے مکہ جارہے تھے راہ میں ابن عمر سے ملاقات ہوئی اونسے حال پوچھا تو آپنے فرمایا معویہ کا انتقال ہوا تو ابن عمر نے کہا تم جماعت مسلمین کو متفرق نکرو۔ تو جب یہ الزام امام حسینؑ پر قائم ہو چکا ہو اور آپنے کسی کی پروا نہ کی تو جو اون کا پیرو ہو وہ کیونکر پروا کر سکتا ہو۔

بہرحال اڈیٹر صاحب کو اس آیہ پر خیال کرنا چاہیے جو سورہ محمدؐ میں ہو وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اور اگر تم لوگ منہ پھیروگے تو وہ تمھاری جگہ اور لوگوں کو بدل دیگا اور وہ تمھاری طرح کے نہونگے۔ غالباً وہ وقت آگیا ہو کہ یہ وعدہ الٰہی پورا ہو۔

ہمنے اس مضمون کو صرف اس وجہ سے لکھا ہے کہ اڈیٹر صاحب البلاغ نے اپنی تحریر میں کلام جناب امیرؑ اور آیات قرآنی سے استدلال کیا تھا۔ اسلیے ضرور ہوا کہ اونھیں دلائل سے جواب دیا جائے ورنہ ہم البلاغ اور اوسکے اڈیٹر کو قابل قدر جانتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ اگر لنا نہونگے تو علینا بھی نہونگے۔

اب یہ وقت شیعوں کی آزمایش کا اونکی حیات و ممات کا فیصلہ ہونیوالا ہو صرف ایک مہینہ مارچ کا باقی رہ گیا ہو اپریل میں بڑا مجمع ہونیوالا ہے جسکی صدارت ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر منظور فرما چکے ہیں اگر اس عرصہ میں آپنے بارہ لاکھ روپیہ فراہم کر لیا تو سب کچھ ہو گیا ورنہ پھر کسی کے منہ دکھانیکے لائق نہ رہینگے۔

جناب نواب سکرٹری بہادر خبر دیتے ہیں کہ شیعہ کالج نیوز نامی ایک اخبار بھی نکلنے والا ہو مگر ہمارے ہمیں کام کرنیوالونکی بڑی قلت ہو اسوقت تک اخبار اتحاد مراد آباد اور اثنا عشری سے حسب ذیل مقامات کے جلسوںکے حالات معلوم ہوئے ہیں علیگڈہ۔ جلالی۔ سلطانپور۔ اودہ۔ گورکھپور۔ بہرائچ۔ جدول جسکا ذکر اتحاد میں ہو۔ مہابن ضلع متھرا۔ اورنگ آباد ضلع بلند شہر جسکا ذکر اثنا عشری میں ہو۔ جدول کے نسبت اثنا عشری میں امامیہ کا چندہ درج ہو اور وکیل میں پٹنہ کا اٹھارہ ہزار اور کلکتہ کا ۱۲ ہزار درج ہو۔ مگر ہمارے یہ تعداد ہنوز بہت کم ہو جبلپور سے جناب منشی اعجاز حسین صاحب سکرٹری انجمن امامیہ خبر دیتے ہیں معاً چندہ ہوا مگر اسی کے ساتھ لکھتے ہیں مولوی قطب الدین برمہ چاری وغیرہ کی تحریک پر مدرسہ کیلیے آٹھ سو کا چندہ ہوا۔

جناب مولوی سید مظہر الحسن صاحب تحصیلدار پنشنر سب کمیٹی شیعہ کالج کے صدر انجمن قرار پائے اور

مولوی تقی حسین خانصاحب وائس پریسیڈنٹ سید اعجاز حسین صاحب سکرٹری اگرچہ تعداد مومنین یہاں کم ہی مگر ہمت مردانہ رکھتے ہیں اور کوشش کی ضرورت ہے جناب الفاروق سید محمد عسکری صاحب امروہہ سے لکھتے ہیں ۲۲ فروری کو ایک ڈیپوٹیشن بسرکردگی جناب صدر المحققین شمس العلما ناصر الملۃ والدین دام ظلہ و نواب فتح علی خاں بہادر قزلباش سی آئی سکرٹری شیعہ کالج و سید آل محمد صاحب بیرسٹر و مولانا السید سبط الحسن صاحب ممتاز الافاضل وارد امروہہ ہوا ۔ اور ایک عظیم الشان جلسہ محلہ دانشمندان میں منعقد ہوا جس میں ۲۷ ہزار کا چندہ ہوا۔

اگرچہ ان سب تحریکوں سے امید قوی معلوم ہوتی ہی مگر ہنوز منزل مقصود دور ہے زیادہ ہمت کی ضرورت ہی قوم کی حیات و موت کا مسئلہ ہی اور پھر شماتت اعدا کا خوف ہی۔

ڈیپوٹیشن کو نہایت تیزی کیساتھ بمبئی کلکتہ۔ پونہ حیدرآباد دکن حیدرآباد سندہ۔ ریاست خیرپور وغیرہ کی طرف قدم بڑھانا چاہیے۔ خوجوں۔ بوہروں سے امداد لینا ضروری ہی کیونکہ زمانہ بہت کم رہ گیا ہے۔

التقریظات

خلیفۃ المسلمین مناظرہ فریقین میں آجتک جتنی کتابیں تصنیف ہوئیں وہ آیات و احادیث اور واقعات تاریخی سے مرکب تھیں مگر جناب مولوی سید ہادی حسن صاحب وکیل چیفکورٹ پٹیالہ نے اس کتاب کے ذریعہ سے بتادیا کہ اگر صرف قرآن مجید سے کوئی اخذ مطالب کرنا چاہے۔ تو وہی کافی ہی خلیفہ امام سب کی تعریف قرآن سے دکھایا ہی اور ایک حرف بھی حدیث کا نہیں لائے اولی الامر سے سب نے بحث کی ہی مگر یہ حصہ انکا خاص ہی جسکو کوئی اگر بغور دیکھے تو پھر کسی طرح کا شبہہ ہی نہیں رہ سکتا۔

اگرچہ فریقین کی ہر تحریر ایسی ہوتی ہی کہ دوسرا فریق اوسکو خوشی سے دیکھنا نہیں چاہتا۔ مگر یہ کتاب ایسی ہی کہ کسی دیکھنے والے کو بھی نہ اس سے تعصب ہو نہ کسی طرح چہرہ پر شکن آئے کیونکہ قرآن مجید کی آیتیں ہیں اور آیتوں میں بھی اسکا لحاظ رکھا گیا ہی کہ اون آیتوں کو نہیں لکھا جس سے نفاق وغیرہ کسی کا ظاہر ہو۔

چونکہ اسوقت بہت سے حضرات اہلسنت اصلاح کو ملاحظہ فرماتے ہیں اسلیے ہم نہایت خلوص سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو ضرور دیکھیں۔